Green Island
Youth Forum
(A Project of GIT®)

بعنوانِ عقد علی و فاطمہ علیہما السلام

Contact us on
0213 2253 606

اسلامی تعلیمات میں غیر شادی شدہ مرد اور عورتوں کی شادی پر بہت تاکید ہوئی ہے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

"وَ أَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَ الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ إِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَ اللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ"

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ بے نکاح ہوں اور تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو، اگر وہ نادار ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت والا، علم والا ہے[1]۔

اس آیت میں شادی پر تاکید کے ساتھ یہ ضمانت بھی دی جارہی ہے کہ اگر فقر کو دور کرنا ہے تو شادی کرو میں تمہیں غنی کر دوں گا۔ اس آیت کو تبرکا ذکر کرنے کے بعد، آج ہم کائنات کا بہترین ازدواجی جوڑا یعنی حضرت علی اور فاطمہ علیہا السلام کے عقد پر قلم کشائی کرنے کی کوشش کریں گے۔

تاریخ شواہد کی بنا پر یکم ذی الحجہ کو حضرت علی اور بی بی فاطمہ علیہا السلام کا عقد ہوا جس کا پس منظر کچھ اس طرح سے بیان کیا گیا ہے۔

[1] سورہ نور ۳۲

ایک طرف بی بی فاطمہ علیہاالسلام کے کمالات جبکہ دوسری جانب شرافتِ خانوادگی اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت، سبب بنے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے بہت سوں نے اپنی قسمت آزمائی کی اور داماد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بننے کی سعادت حاصل کریں جن میں ابو بکر اور عمر نمایاں تھے لیکن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جواب میں فرمایا: « اَمرُھا اِلی رَبِّھا » ترجمہ: فاطمہ علیہاالسلام کا عقد خدا کے ہاتھ میں ہے![1]۔

سب سے عجیب رشتہ، عبدالرحمن بن عوف نے مانگا جس میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اگر فاطمہ علیہاالسلام کا عقد مجھ سے کرو تو میں ۱۰۰ اونٹ جن کا بوجھ مصری گرانبھا کپڑے ہونگے اور ۱۰ ہزار دینار سونے کا مہریہ دوں گا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جاہلانہ پیشکش پر غضبناک ہوئے اور ایک مٹھی سنگریزوں کو اس کی طرف پھینکے جو سونا بن چکے تھے اور فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ میں دینار و درہم کا محتاج ہوں جس کا مجھ پر افتخار کر رہے ہو![2]۔

چونکہ فاطمہ زہرا علیہاالسلام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اور دنیا کی عورتوں کی سردار تھیں جن کے عقد میں اسلامی معیارات کا مشخص ہونا ضروری تھا اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[1] امالی طوسی، ص ۴۰۔ بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۲۶

[2] تذکرہ الخواص، صفحہ ۳۰۶

نے عبد الرحمان کو ٹھکرا کر بتا دیا کہ اسلام میں رشتے کے انتخاب میں مالدار ہونے کی اہمیت نہیں ہے بلکہ اسلامی ازدواجی زندگی کا پہلا معیار اور شرط، لڑکا اور لڑکی کا کفو اور ہمسر ہونا ہے یعنی اسلامی کردار ورفتار میں ہم پلہ ہوں۔

قرآن کریم نے اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَ الْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَ الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَ الطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَ رِزْقٌ كَرِيمٌ۔

ترجمہ: خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں، یہ ان باتوں سے پاک ہیں جو لوگ بناتے ہیں، ان کے لیے مغفرت اور باعزت روزی ہے[1]۔

اس معیار کو مد نظر رکھیں تو پھر سمجھ میں آتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باقی لوگوں کو بی بی فاطمہ علیہاالسلام سے رشتہ کرنے سے کیوں منع کیا کیونکہ عالم اسلام میں

[1] سورہ نور ۲۶

فاطمہ علیہاالسلام جیسی نورانی ہستی کا کفو سوائے علی علیہاالسلام کے کوئی نہ تھا کیونکہ نور کا رشتہ نور اور معصومہ کا رشتہ معصوم سے ہی ہو سکتا تھا۔

اسی لیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لولا علیّ لما کان لفاطمة علیهما السّلام کفو۔

ترجمہ: اگر علی علیہ السلام نہ ہوتا تو فاطمہ علیہاالسلام کا کوئی کفو نہ ہوتا[1]۔

جبھی تو جس وقت امیر المومنین علیہ السلام، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رشتہ مانگنے آئے اور عرض مدعا کیا تو ایسا لگا جیسے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی لمحے کے منتظر تھے اور خوشحال ہو کر فرمایا:

اَتانِی مَلَکٌ فَقالَ: یا مُحَمَّدُ اِنَّ اللهَ یَقْرَأُ عَلَیْكَ السَّلامُ وَ یَقُولُ لَكَ: اِنِّی قَدْ زَوَّجْتُ فاطِمَةَ ابْنَتَكَ مِنْ عَلِیّ بْنِ اَبِی طالِب فِی الْمَلاِ الاَعْلی، فَزَوِّجْها مِنْهُ فِی الاَرْضِ

خدا کی جانب سے ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ علیہاالسلام کا نکاح، آسمان میں علی علیہ السلام کے ساتھ پڑھ لیا ہے اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی زمین میں اس عقد کو پڑھیں۔

[1] روضۃ المتقین، ج۸، ص: ٦٦٢

لیکن پھر بھی دنیا کے تمام والدین کو درس دیتے ہوئے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس تشریف لائے اور ان کے سامنے علی علیہ السلام کے رشتے اور فضائل کی بات کی اور ان سے رائے مانگی تو فرطِ حیا سے بی بی علیہا السلام نے اپنا سر جھکا لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تاریخی جملہ فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ! سُکُوتُھا اِقْرارُھا ترجمہ: اللہ اکبر! فاطمہ علیہا السلام کا سکوت ہی علامت رضایت اور اقرار ہے جس کے بعد آپ نے علی علیہا السلام اور فاطمہ علیہا السلام کا عقد نکاح پڑھا[1]۔

خلاصہ: بانیٔ اسلام کا اپنی بیٹی کے عقد میں اختیار کیے ہوئے مندرجہ بالا سنہرے اصولوں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اسلام میں جہاں شادی پر تاکید ہوئی ہے وہاں مادی معیارات کی بجائے معنوی معیارات پر زیادہ توجہ دی گئی ہے جن میں سے اہم ترین، لڑکے اور لڑکی کا کفو اور ہم پلہ ہونا نہایت ضروری ہے اسی صورت میں ہی ایک کامیاب ازدواجی زندگی ہوگی وگرنہ غیر معیاری شادی کے برے اثرات نہ فقط گھریلو زندگی پر ہونگے بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں پر بھی ہونگے ساتھ ہی دوسرا معیار یہ بتایا کہ اگرچہ اسلام میں باپ بیٹی کا سرپرست اور ولی ہے جس کی رضایت شرط ہے لیکن

---

[1] ذخائر العقبی، صفحہ ۳۱

ساتھ ہی بیٹی کی رضایت کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے زبردستی کسی سے شادی نہیں کی جاسکتی۔

آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ بحق علی و فاطمہ علیہاالسلام، جو لڑکے لڑکیاں شادی کی عمر کو پہنچ چکے ہیں ان سب کی شادی کے اسباب فراہم فرمائے۔ آمین

مقالہ نویس: شیخ غلام مہدی حکیمی